اسلام کے بنیادی عقائد

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اسلام کے بنیادی عقائد

مؤلف

مفسر قرآن حضرتِ علامہ مولانا حکیم

ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی مجلس رضا، لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

(سلسلہ اشاعت نمبر 13)

ام کتاب	--------	اسلام کے بنیادی عقائد
مؤلف	--------	مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
کمپوزنگ	--------	ورڈز میکر' لاہور
صفحات	--------	56
تاریخ اشاعت	--------	رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ جون' جولائی ۲۰۱۵ء
شرفِ اشاعت	--------	مرکزی مجلس رضا، لاہور
قیمت	--------	-/40 روپے

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا، لاہور

8/c دربار مارکیٹ' گنج بخش روڈ' لاہور

حمد

ساغر چشم ناز نے رنگ دوئی مٹا دیا
دل میں وجود یار کا نقش قدم جما دیا
شمع جمال یار کا دل میں جو پرتوا پڑا
حسن ازل نے آن کر وہم خودی مٹا دیا
صدقے ہوں کیوں نہ جان وتن عشق ہے دل میں شعلہ زن
نفس لعین کی شمع کو خوب ہی جھلما دیا
آئینۂ لا الٰہ کا جب کہ نظر میں آ گیا
پھر تو اسی میں یار نے جلوہ ھُو دکھا دیا
سوتے تھے بے خبر پڑے عالمِ کون سے پرے
چل کے ہوائے کون نے کیسا ہمیں جگا دیا
خلق میں خلق جب نہ تھی خالقِ خلق ذات تھی
کہہ کے زباں سے لفظِ کُن بندہ ہمیں بنا دیا
کہنے کو تھے وہ پارسا پایا جو رہ میں نقش پا
حافظ بادہ نوش نے سر کو وہیں جھکا دیا

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بہترین شاعر بھی تھے
آپ کے دیوان سے حمد اور نعت پیش ناظرین ہے

نعت

روشن قمر ہوں رشک رخ آفتاب کا
واللہ ہوں میں گوہر پاک خوشآب کا
ذرّہ بنا ہوں جو، شہِ گردوں جناب کا
دُرِ نجف ہوں خاک رہِ بوتراب کا
دل ہوں تو ہوں میں برق کے اضطراب کا
اور دیدہ ہوں تو ابر کے چشم پُر آب کا
بے آشیاں ہوں بلبل خونیں جگر شہا
ہوں منتظر میں گل کی زباں سے جواب کا
مٹ جائے یہ خودی تو ملے جلوۂ خدا
افسوس خود ہی پردہ بنا ہوں حجاب کا
میرا سکوت شرم گنہ سے ہے دوستو!
ہوں میں لب خموش کتاب حساب کا
پر سوز نالہ میرا ہے ظاہر ہے خون دل
ہوں سیخ میں کباب کہ ساغر شراب کا
دامن پہ خوب مچلوں گا کیونکہ میں روزِ حشر
شہرہ ہے عاصیوں میں میرے انتخاب کا
حافظ نے خاک بوسیٔ مے خانہ کی جو آج
بخشایوں دستِ فیض نے ساغر شراب کا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عرضِ حال

مدتوں سے احباء کا اصرار تھا کہ تبلیغی طور پر ایک سلسلہ دینیات کا مدون ہو جائے جس میں عوام کے لئے صحیح مسائل کا عام فہم زبان میں بطریق سوال و جواب ایک ذخیرہ ہو۔ چونکہ یہ کام معمولی نہ تھا۔ اس وجہ سے میں مدت تک اس بکٹ گھاٹی سے گزرتے ہوئے ڈرتا رہا۔ لیکن اصرار احبا نے آخرش اس امر پر مجبور کر ہی دیا۔ اور باوجود بے بضاعتی و کم مائیگی کے توکلاً علی اللہ اس اہم کام کو شروع کرنا پڑا۔ لہٰذا السّعیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامِ مِنَ اللّٰہِ پر اعتماد کرتے ہوئے پہلے حصہ کو عقائد پر مرتب کرتا ہوں۔ اس لئے کہ اعمال کی درستی صحت عقائد پر متفرع ہے۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی اِیْمَانَ وَتَوَفَّنَا عَلَی الْاِسْلَامِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْاَنَامِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَکْمَلُ الْاِسْلَامِ وَاَدْخِلْ بِجَاھِدِ عِنْدَکَ دَارُالسَّلَامِ بِوَجْھِکَ الْمُنِیْرِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

فقیر ابوالحسنات قادری غفرلہ۔

عقائد متعلق ذات وصفات (باری تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ)

سوال 1:-خدا جَلَّ عُلاَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ کی ذات وصفات کیسی ہیں؟

جواب:-اللہ جل علا ایک ہے اس کا شریک ذات میں اور صفات میں کوئی نہیں۔اس کے افعال واحکام واسماء میں بھی کوئی شریک نہیں۔

سوال 2:-اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود کیوں کہتے ہیں؟

جواب:-اس لئے کہ اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال (فنا) ممکن نہیں۔

سوال 3:-قدیم ازلی باقی ابدی کے کیا معنی ہیں؟

جواب:-قدیم یعنی ہمیشہ سے ہے' ازلی کے بھی یہی معنی ہیں' باقی یعنی ہمیشہ رہے گا۔اسی کو ابدی کہتے ہیں۔وہی اس امر کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

سوال 4:-وہ نظر کیوں نہیں آتا؟

جواب:-اس لئے کہ جو نظر آجائے یا سمجھ میں آسکے اس پر عقل محیط ہوتی ہے۔اور چونکہ اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال ہے۔اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔البتہ اس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اس کی صفات پھر ان صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔اس وجہ سے وہ نظر نہیں آسکتا۔

سوال 5:-اس کی صفات عین ذات ہیں یا غیر ذات؟

جواب:-اس کی صفات نہ عین ہیں نہ غیر۔

سوال 6:-عین اور غیر کی کیا تعریف ہے؟

جواب:-عین یعنی صفات خود اس ذات کا نام ہو یہ بھی نہیں اور غیر یعنی[1] اس ذات سے کسی طرح کسی نحو[1] میں جدا ہو سکیں۔ کہ نفس ذات کی مقتضٰی ہیں اور عین ذات کو لازم یہ بھی نہیں۔

سوال 7:-اس کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم ازلی ابدی ہیں یا نہیں؟

جواب:-بے شک جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے۔ صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔

سوال 8:-اس کی صفات مخلوق اور زیر قدرت الٰہی ہیں یا کیا؟

جواب:- اگر مخلوق ہوتیں تو ازلی ابدی کیونکر ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی صفات نہ مخلوق نہ تحت قدرت داخل۔

سوال 9:-جس طرح ذات وصفات قدیم ازلی ہیں اس طرح کوئی اور چیز بھی ہے؟

جواب:-ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں۔ یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔

سوال 10:- جو صفات الٰہی کو مخلوق وحادث مانے وہ کون ہے؟

جواب:-گمراہ بددین ہے۔

سوال 11:- جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حادث ہونے میں شک کرے وہ کون ہے؟

جواب:-کافر بے دین ہے۔

سوال 12:-اللہ تعالٰی کی اولاد یا باپ بیٹا بیوی ماننا کیسا ہے؟

جواب:-کفر ہے۔ وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لئے بیوی ہے جو اسے

---

[1] طریق، راہ، اسلوب۔۱۲

باپ بیٹا کہے یا اس کے لئے بیوی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو اسے ممکن بھی کہے وہ بھی کافر ہے۔

سوال 13:- حَیّ کس کی صفت ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:- حَیّ صفت الٰہی ہے۔ یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے دستِ قدرت میں ہے جب جس کو چاہے زندہ کرے جب چاہے موت دیدے۔

سوال 14:- اس کی قدرت ممکنات پر عام ہے یا کیا؟

جواب:- وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

سوال 15:- محالات پر خدا قادر ہے یا نہیں؟

جواب:- ہرگز نہیں اس کی ذات اس سے پاک ہے۔

سوال 16:- یہ کیوں وہ تو قادر مطلق ہے؟

جواب:- محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جو چیز اس کے تحت قدرت ہوگی۔ وہ موجود ہو سکے گی تو محال نہ رہے گی۔ اور کچھ محال ایسے بھی ہیں کہ ان کو قدرت کے تحت ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ جیسے فناءِ باری تعالیٰ محال ہے۔ اگر اسے تحت قدرت مانا تو گویا یوں مانا کہ فناء الٰہی ممکن ہے اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے انکار کرنا ہے یا جیسے دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا اگر اسے تحت قدرت مانا تو گویا دوسرا خدا ہو سکنا ممکن مانا اور دوسرا خدا ممکن ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔

اس لئے عقیدہ اہلسنّت یہی ہے کہ محال تحت قدرت نہیں۔

سوال 17:- مقدور کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- ہر مقدور کے لئے ضروری نہیں کہ موجود ہو جائے البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی وجود میں نہ آئے۔

سوال 18 :- اللہ تعالیٰ تمام صفات میں جامع ہے یا نہیں؟

جواب :- ہر کمال و خوبی کا جامع اللہ ہے اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ یعنی عیب و نقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لئے محال۔ مثلاً خیانت، ظلم، جہل، کذب، دغا، بے حیائی وغیرہ عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں۔

سوال 19 :- خدا جھوٹ پر قادر ہے یا نہیں؟

جواب :- نہیں۔ اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت بایں معنی ہے کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیب لگانا ہے۔ بلکہ اس سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ محالات پر قادر نہ ہو گا تو قدرت ناقص ہو جائے گی محض باطل خیالی ہے۔ اس لئے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان۔ نقصان تو اس محال کا ہے جو تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

سوال 20 :- حیا، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اس کی کونسی صفتیں ہیں؟

جواب :- یہ تمام باتیں اس کی صفاتِ ذاتیہ ہیں، مگر کان، آنکھ، زبان سے اس کا سننا دیکھنا کلام کرنا نہیں ہے اس لئے کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ ذات پاک منزہ ہے۔

سوال 21 :- اس کے سننے دیکھنے کی کمیت (مقدار) بھی ہے یا نہیں؟

جواب :- ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے۔ باریک سے باریک کو جو خوردبین سے بھی محسوس نہ ہو دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں بلکہ ہر موجود کو موجود ہونے سے پہلے اور فنا کے بعد بھی دیکھتا ہے اور یوں ہی ہر آواز کو سنتا ہے۔

سوال 22 :- قرآن کریم مخلوق ہے یا قدیم؟

جواب :- قرآن کریم کلامِ الٰہی ہے اور کلام مثل دیگر صفات کے قدیم ہے

حادث ومخلوق نہیں۔ بنابرایں جو قرآن کریم کو مخلوق مانے وہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک کافر ہے بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس کی تکفیر ثابت ہے۔

سوال 23:- کلامِ الٰہی تو آواز سے پاک ہے اور یہ کلام تو آواز سے پاک نہیں پھر قدیم کیسا؟

جواب:- اس کا کلام تو آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے مصاحف میں لکھتے ہیں۔ اس کا کلام قدیم بلاصوت[1] ہے۔ مگر ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز آنا حادث لیکن جو پڑھا لکھا سنا وہ قدیم ہے۔ ہمارا حفظ کرنا حادث جو حفظ کیا وہ قدیم ہے یعنی متجلی قدیم ہے اور تجلّی (بمعنی ظہور) حادث ہے۔

سوال 24:- اس کا علم کیسا ہے اور کتنا ہے؟

جواب:- ذات واجب تعالیٰ شانہٗ کا علم ہر شے کو محیط ہے۔

سوال 25:- علم کے محیط ہونے کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- یعنی جزئیات وکلیات موجودات ومعدومات ممکنات ومحالات سب کو ازل سے جانتا تھا اور اب بھی جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی رہتی ہیں مگر اس کا علم نہیں بدلتا۔ اللہ تعالیٰ عالم کے دلی خطرات اور وساوس سے خبردار ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

سوال 26:- علم ذاتی سوائے خدا کے کسی اور کو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- علم ذاتی خدا کا خاصہ ہے۔ جو شخص علم ذاتی غیب وشہادت کا غیر خدا کے لئے مانے وہ کافر ہے۔

سوال 27:- علم ذاتی کے کیا معنی ہیں؟

---

[1] بغیر آواز

جواب:-علم ذاتی وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا نہ ہو۔

سوال 28:-مخلوق میں ہر شے کا خالق خدا کے سوا کوئی اور بھی ہے یا نہیں۔

جواب:-وہی ہر شے کا خالق ہے عام اس سے کہ ذوات ہوں یا صفات۔یا افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔

سوال 29:-حقیقی روزی دینے والا خدا کے سوا ملائکہ وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:-وہی ہر ایک کو حقیقۃً روزی پہنچاتا ہے ملائکہ وغیرہ محض وسائل و وسائط[1] ہیں۔

سوال 30:-برائی اور بھلائی پہلے سے مقدر ہیں یا انسان ان کا موجد ہے؟

جواب:-ہر بھلائی برائی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے۔جیسا ہونے والا تھا اور جیسا کرنے والا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے اسے جانا اور وہی لکھ دیا۔

سوال 31:-اس صورت میں تو ہم بے جرم ہیں اس لئے کہ جیسا اس نے ہمارے لئے لکھ دیا۔

جواب:-یہ نہیں بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔

زید کی ذمہ برائی اس لئے لکھی کہ زید برائی کرنیوالا تھا اور اگر زید بھلائی کرنے والا تھا تو اس کے لئے بھلائی لکھ دی تو ثابت ہوا کہ اس کے علم نے یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کیا۔بلکہ جیسی اس کی حیلت تھی اس کا وہ عالم تھا اور ہے۔

سوال 32:-تقدیر کا انکار کیسا ہے؟

جواب:-تقدیر کا انکار کرنے والوں کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ﷺ نے امت کا مجوسی بتایا۔

سوال 33:-قضاء کی کتنی قسمیں ہیں؟

---

[1] واسطہ کی جمع

جواب:-تین قسمیں ہیں:۱-مبرم حقیقی،۲-معلق محض،۳-معلق شبیہ بہ مبرم۔

سوال 34:-ان کی تعریف بھی بیان کردیں۔

جواب:-مبرم حقیقی وہ ہے کہ علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں۔معلق محض اسے کہتے ہیں کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلق ہونا ظاہر کیا گیا ہو۔

معلق شبیہ بہ مبرم یہ کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں وہ معلق ہو۔

سوال 35:-مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحریر فرمایا ہے

اولیا را ہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز گردانند زراہ

ترجمہ: یہ ہر قضا کے لئے ہے یا کوئی قضا ایسی بھی ہے کہ وہاں اولیاء وانبیاء بھی مجبور ہیں۔

جواب:-مبرم حقیقی کی تبدیلی ناممکن ہے۔اگر چہ اکابر محبوبان خدا کو اس میں بھی عرض کرنے کا مجاز ہے۔چنانچہ جب ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے تو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ان کافروں کے بارے میں اپنے رب کے حضور اتنے ساعی ہوئے کہ قرآن کریم اسے جھگڑنا فرمارہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ یعنی ابراہیم کہ اب رحیم مہربان باپ تھے قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔

سوال 36:-کیا ابراہیم کے معنی مہربان باپ کے ہیں؟

جواب:-ہاں ابراہیم اب رحیم تھا،اب بمعنی باپ اور راہیم بمعنی رحیم ہے۔

سوال 37:-تو کیا بارگاہ الوہیت میں انہیں جھگڑنے کا حق حاصل ہے۔

جواب:-جی ہاں۔قرآن کریم اس مقام پر اس جماعت کا منہ بند فرمارہا ہے جو

محبوبانِ بارگاہ کواس کے حضور مجبور و بیچارہ بتا گئے ہیں۔ان کی وجاہت دکھاتا ہے اور فرماتا ہے:

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۔

ابراہیم ہم سے جھگڑنے لگے قوم لوط کے معاملہ میں تو انہیں ارشاد ہوا:

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ○

اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑو بیشک ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو واپس نہ ہوگا۔علاوہ ازیں حدیث میں ہے کہ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی بارگاہ رب العزت میں بہت تیز اور بلند آواز سے بول رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روح الامین سے فرمایا: یہ کون ہے؟ آپ نے عرض کی۔ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے تیز ہوکر گفتگو کرتے ہیں۔روح الامین نے عرض کی۔ان کا رب جانتا ہے کہ ان کے مزاج میں تیزی ہے۔خود حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیۂ کریم وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى نازل ہوئی۔

بیشک عنقریب تمہیں اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذًا لَا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِىْ فِى النَّارِ ۔ایسا ہے تو اب میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوا' یہ تو ارفع واعلیٰ درجہ والوں کے مدارج ہیں۔یہاں بتصدیق سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت میں یہ اعزاز عطا ہوا ہے کہ ماں باپ کا کچا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے روز ساقط شدہ بچہ اپنے رب عزوجل سے والدین کی بخشش کے لئے اتنا جھگڑے گا جیسے قرض خواہ کسی قرضدار سے جھگڑتا ہے یہاں تک کہ دریائے کرم جوش میں آئے گا۔اور ارشاد ہوگا۔

اَیُّھَا السِّقطُ الْمُرَاغِمِ رَبَّہٗ اے کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔

سوال 38:-مبرم حقیقی میں معلوم ہوا کہ خاصان حق عرض معروض کے تو یہاں بھی مجاز ہیں۔لیکن انہیں حکم مل جاتا ہے تو خاموش ہو جاتے ہیں۔

جواب:-جی ہاں۔

سوال 39:-اب قضاء معلق کے اندران خاصان بارگاہ کا کیا مجاز ہے؟

جواب:-جو ظاہر قضاء معلق ہے اس تک اکثر اولیاء اللہ کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا سے ان کی ہمت سے وہ ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں۔اس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے چنانچہ حضور سیدنا غوث الثقلین غیث الکونین سرکار بغداد رضی اللہ عنہ اسی کو فرماتے ہیں کہ میں قضا مبرم کو بعطاء الٰہی رد کرنے پر قادر ہوں اور اسی کی نسبت حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ اِنَّ الدُّعَاءَ یُرَدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ بیشک دعا قضاء مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

سوال 40:-قضاوقدر کی بحث میں عوام کو پڑنے سے علماء کیوں منع کرتے ہیں؟

جواب:-قضاوقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آ سکتے ان میں زیادہ غور وفکر کرنے سے توہمات بڑھ جاتے ہیں اور وہ سبب ہلاکت ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرات صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرماتے ہیں۔پھر سمجھ لو کہ ہم تم کس گنتی اور شمار میں ہیں۔ہاں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بے حس وحرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اسے ایک قسم کا اختیار دیا جس کی بنا پر وہ جس کام کو چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ اس کے ساتھ اسے عقل دی ہے کہ برے بھلے کو جانے نفع ونقصان کو پہچانے اور ہر قسم کے اسباب مہیا کرے حتیٰ کہ انسان جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اول اس کے نشیب و

فراز کو اچھی طرح جانچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر اس اختیار کے باعث مواخذہ ہے۔ برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کر دینا اور مشیت الٰہی پر منسوب کرنا نہایت مذموم بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ سمجھے اور جو قصور سرزد ہو اسے اپنی شامت نفس تصور کر کے استغفار کرے۔

سوال 41:- اللہ تعالیٰ کہاں رہتا ہے اس کی کوئی خاص جگہ ہے یا نہیں؟

جواب:- اس ذات پاک کو جہت و مکان سے کوئی نسبت نہیں بلکہ وہ تو زمان حرکت، سکون، شکل وصورت اور تمام حوادث یعنی ایسی چیزیں جو قدیم نہیں سے منزہ ہے۔

سوال 42:- اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- دنیوی زندگی میں دیدارِ الٰہی جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اور آخرت میں ہر خوش عقیدہ مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع اور دیدار قلبی یا خواب میں جمال کا مشاہدہ یہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بلکہ اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہوسکتا ہے ہمارے امام ہمام ابوحنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں سو بار جمال الٰہی نظر آیا۔

سوال 43:- حشر میں دیدار الٰہی کس کیفیت سے ہوگا؟

جواب:- اس کا دیدار دیکھیں گے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔

سوال 44:- جس چیز کو دیکھا جاتا ہے وہ کسی نہ کسی قدر فاصلہ پر ہوتی ہے جیسے نزدیک یا دور کہہ سکتے ہیں۔ اور پھر اس کی جہت بھی ہوتی ہے اوپر یا نیچے دہنے یا بائیں آگے یا پیچھے لہٰذا جب دیدار الٰہی ہوگا تو کس سمت ہوگا۔ کتنی دور سے ہوگا؟

جواب:- اس کا دیدار ان سب امور سے پاک ہوگا اس کی رویت کس طرح اور کیوں کر سے پاک ہوگی۔ وہاں کیونکر اور کیسے اور کس طرح کو دخل نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ جب دیکھیں گے اس وقت اگر ضرورت پڑی تو بتا دینگے کہ ایسا ہوا حقیقت یہ ہے

کہ مقام الوہیت وہاں ہے جہاں عقل کی رسائی نہیں اور لطف یہ ہے کہ وقت دیدار نظر انسان اس کا احاطہ بھی نہ کر سکے گی۔ اس لئے کہ اس ذات کا احاطہ محال ہے۔

سوال 45:- اُس کی صفات وقدرت واخلاق کیسے ہیں؟

جواب:- ایسا قادر ہے کہ جو چاہے جب چاہے جیسے چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں نہ اس کے ارادے اور مشیت کو کوئی روکنے کی قوت رکھتا ہے اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ تمام عالم کو نگاہ میں رکھنے والا' نظامِ عالم میں نہ تھکے نہ اکتائے تمام جہان کا پالنے والا۔ ماں باپ سے زیادہ مہربان' زبردست حلم والا ہے اس کی رحمت ٹوٹے دلوں کا سہارا ہے اسی کو بڑائی اور عظمت زیبا ہے شکم مادر میں جیسی چاہے صورت بنائے جس طرح چاہے پیدا فرمائے۔ گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا قہر وغضب چاہے تو فرمائے اس کی گرفت نہایت سخت ہے۔ اس کے سوا کوئی چھوڑنے والا نہیں۔ وہ چاہے تو تنگ کو وسیع فرمادے اور وسیع کو سمیٹ کر تنگ کردے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کردے۔ ذلیل کو عزیز' عزیز کو ذلیل کرنا اس کے قبضہ میں ہے۔ ہدایت و گمراہی اس کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے بے راہ کردے جسے چاہے بے راہی سے راہ پر لے آئے جس کو چاہے مقبول بنائے جسے چاہے مردود فرمائے۔ عادل ہے جو کچھ کرے گا عدل وانصاف سے کرے گا۔ ظلم سے پاک ہے بلند و بالا ہے۔ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ نفع وضرر اس کے قبضہ میں ہے مظلوم کی فریاد سنتا ہے۔ ظالم سے بدلہ لیتا ہے اس کی مشیت وارادے کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے۔

عقائد متعلقہ نبوت

سوال 46:- نبی علیہ السلام کون ہے اور کس لئے دنیا میں آتا ہے؟

جواب:- نبی علیہ السلام وہ بشر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے

آئے اور احکام الٰہیہ اس پر خدا کی طرف سے بذریعہ وحی آتے ہوں۔

سوال 47:-عہدہ رسول بھی بشر ہی سے مخصوص ہے؟

جواب:-عہدہ رسول بشر میں ہی خاص نہیں بلکہ ملائکہ بھی رسول ہوتے ہیں۔

سوال 48:-جس قدر انبیاء گزرے یہ سب بشر تھے یا کچھ اور بھی؟

جواب:-انبیاء سب بشر تھے۔

سوال 49:-مرتبۂ نبوت کسی جن یا عورت کو بھی ملا ہے؟

جواب:-نہیں۔

سوال 50:-کیا اللہ تعالیٰ پر بندوں کی ہدایت کے لئے بعثت ابنیاء ضروری تھی؟

جواب:-ہرگز نہیں۔ اللہ جل وعلا تبارک وتعالیٰ پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں اس نے اپنے فضل سے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔

سوال 51:-نبی ہونے کے لئے کیا علامت ضروری ہے؟

جواب:-نبی ہونے کے لئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے۔ خواہ بواسطہ فرشتہ ہو یا بلاواسطہ۔

سوال 52:-ہر نبی پر کتاب بھی اتری یا نہیں؟

جواب:-بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں ان میں سے چار بہت مشہور ہیں۔ (1) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (2) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر (3) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔ (4) قرآن عظیم حضرت سید الانبیاء نور مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

سوال 53:-ان چاروں کتابوں میں قرآن مجید کو جو افضل کہا جاتا ہے یہ کیوں جبکہ سب کلامِ الٰہی ہیں تو افضل ومفضول کے کیا معنی؟

جواب:-کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا بایں معنی ہے کہ ہمارے

لئے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایک اس کا کلام ایک۔ اس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔

سوال 54:- آسمانی کتابیں جتنی نازل [illegible] اور جس قدر صحف سماوی ہیں سب حق ہیں اور تمام کلام اللہ۔ تو ان میں جس قدر ارشاد ہے سب پر ایمان بھی ضروری ہے۔ پھر آج توریت وانجیل زبور پر ہمارا عمل کیوں نہیں؟

جواب:- چونکہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد کی تھی ان سے ان کی محافظت نہ ہوسکی۔ وہ کلام اللہ جیسا کہ اترا تھا ان کے ہاتھوں میں ویسا نہ رہ سکا۔ بلکہ ان کے نفس پرست شریر علماء نے ان میں تحریفیں کردیں۔ اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔ لہٰذا ہمیں ان کتابوں پر عمل اس حد تک کرنا ضروری ہے جس حد تک ان کے احکام ہماری کتاب قرآن کریم کے مطابق ہوں ان کی ہم تصدیق کریں گے اور جہاں قرآن کریم کے مخالف احکام ملیں گے۔ تو ہم یقیناً سمجھیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے۔ اور اگر کوئی حکم ایسا ہو کہ موافق ہو نہ مخالف تو ہمیں حکم ہے کہ ہم اس حکم کی تصدیق کریں نہ تکذیب۔ بلکہ یوں کہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ۔ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہم ایمان لائے۔

سوال 55:- اور کتابوں کی حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد کردی۔ اور قرآن عظیم کی محافظت اپنے ذمہ لی یہ کیوں؟

جواب:- چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا تھا اس لئے قرآن عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ لی اور فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ بیشک ہم نے قرآن اتارا اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس قرآن کریم میں کسی حرف یا لفظ کی بھی کمی بیشی محال ہے۔ اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر مجتمع ہوجائے۔

سوال 56:۔بعض کا یہ خیال ہے کہ اس قرآن کریم میں سے بہت کچھ بدل دیا گیا۔ جیسا کہ ان کے مذہب کی معتبر کتاب اصول کافی للکلینی مطبوعہ نولکشور 1310ھ کے ص263 میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سنان ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ آیہ کریمہ :وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلِیْ نَفْسِیْ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۔اس طرح نازل ہوئی تھی۔ ولقد عهدنا الی ادم من قبل كلمات فی محمد صلی الله علیه وسلم وعلی وفاطمه والحسن والحسین ولائمة من ذریتهم فنسی ۔اوراسی اصول کافی کے ص264 پر متخل جابر سے روایت کرتا ہے کہ جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لے کر آئے تھے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوبسورة من مثله اوراسی کافی کے ص264 پر کبر علی المشرکین باتدهم الیه کے متعلق لکھا ہے کہ محمد بن سنان رضا علیہ السلام سے راوی ہیں کہ یہ آیت یوں تھی کبر علی المشرکین بولایته علی ماتدعو هم الیه من ولایته علی ۔اور تفسیر عباسی میں علی ابن ابراہیم قمی ان کا بڑا مجتہد ابوعبداللہ علیہ السلام سے لکھتا ہے کہ یہ قرآن، اس میں سے بہت سی روائتیں نکال دی گئیں، البتہ زیادہ اس میں سے حروف کٹے ہیں جن میں کاتبوں کی خطا ہے اور لوگوں کو اس میں وہم ہوا ہے۔ یہ اعتقاد کیسا ہے؟۔

جواب:۔ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ قرآن کریم میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے۔ پھر یہ سمجھ لئے کہ اس قرآن کریم میں سے کچھ آیتیں بدل دی گئیں یا کچھ پارے اور سورتیں نکال دی گئیں۔ یا ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا یا بڑھا دیا یا بدل دیا۔ وہ ہمارے عقیدہ کے اعتبار سے قطعاً کافر ہے۔ اس لئے کہ اس نے آیہ کریمہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ

لَحَافِظُوْنَ کا انکار کیا اور وَاِنَّـهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ کا صاف انکار کیا جس کے یہ معنی ہیں کہ بیشک وہ عزت والی کتاب ہے باطل کو اس کی طرف راہ نہیں۔ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔ اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سے تعریف کئے گئے کا۔

سوال 57:۔قرآن کریم کے کتاب اللہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔اس کا مفصل جواب تو حضرت قبلہ وکعبہ مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم نے اپنی کتاب مقدمہ میزان الادیان میں دیا ہے۔ مختصراً میں اتنا بتائے دیتا ہوں کہ یہ قرآن کریم کتاب اللہ ہونے پر اپنی آپ دلیل ہے اور خود اعلان کے ساتھ دعویٰ کرتی ہے کہ میں خدا کی کتاب ہوں اور جسے میری کلام اللہ ہونے میں شک ہو وہ میرے مقابلہ میں آئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے خاص بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری ہے کوئی شک ہو تو اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام حمائتیوں کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

چنانچہ کافروں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا حد بھر کی کوششیں کیں مگر اس کے مثل ایک سطر نہ بنا سکے اور آج تک کسی کو جرأت نہ ہوئی جو اس کا مقابلہ کرتا اور قیامت تک نہیں کر سکتا۔ اس سے بڑھ کر واضح اور لائح دلیل اس کے کلامِ الٰہی ہونے پر اور کیا ہو سکتی ہے؟

سوال 58:۔توریت والانجیل وزبور کے بھی پہلے حافظ ہوتے تھے یا نہیں؟

جواب:۔اگلی کتابیں انبیاء کو ہی حفظ ہوتی تھیں۔ یہ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اس کا حافظ ہو جاتا ہے۔

سوال 59:- یہ سات قرأت جو مشہور ہیں یہ کس لئے؟ اس سے شاید تبدیل اداء قرأت میں معنی بھی بدل جاتے ہوں؟

جواب:- یہ سات قرأت سب سے زیادہ مشہور و متواتر ہیں ان میں معاذ اللہ کہیں اختلاف معنی نہیں وہ سب حق ہیں۔ اس میں امت مرحومہ کے لئے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہے عوام میں وہی قرأت پڑھی جائے جیسے ہمارے ملک میں قرأت عاصم بروایت حفص ہے یہی پڑھی جائے۔

عقیدہ ناسخ ومنسوخ

سوال 60:- قرآن کریم میں یہ جو نسخ ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:- نسخ کا یہ مطلب ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لئے ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک رہے گا اور اس کے بعد دوسرا حکم نازل ہوگا۔ تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا۔ اسی کو نسخ کہتے ہیں۔ درحقیقت اگر دیکھا جائے تو پہلے حکم میعادی کا وقت ختم ہو جانے پر دوسرا حکم نافذ ہو جانا بتایا گیا ہے۔

سوال 61:- منسوخ کے معنی کیا باطل ہو جانے کے ہیں؟

جواب:- مَعَاذَ اللہ یہ بہت سخت بات ہے احکامِ الٰہیہ سب حق ہیں وہاں باطل کی رسائی کہاں۔ دراصل تبدیلیٔ امر کا نام نسخ ہے۔

سوال 62:- مثال میں بتائیں تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔

جواب:- ایک حکم الٰہی چار سال کے واسطے نافذ ہوا تھا لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ چار سال کے لئے آیا ہے۔ اختتام مدت پر دوسرا حکم نافذ ہوا جو بظاہر پہلے حکم کا ناسخ نظر آیا اور پہلا حکم منسوخ بنابرایں کسی آیت کو ناسخ کہنا پڑا اور کسی کو منسوخ۔ حقیقت کیا تھی یہ کہ وہ پہلا حکم اپنے وقت تک حق اور دوسرا حکم جو اس کی مدت

کے بعد آیا وہ بھی حق ہے۔ جیسے اول قرآن کریم میں ارشاد تھا: وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۔ پھر جب میراث زوجہ مقرر ہوگئی تو تبدیل امر ہوا۔ اور ارشاد فرمایا گیا: وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۔

چنانچہ معالم میں ہے کہ پہلی آیت ایک مہاجر طائف حکم بن حرث تھے ان کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ مدینہ کی ہجرت کے وقت ان کے ساتھ اولاد اور والدین اور بیوی تھی پھر ان کا انتقال ہوگیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور اولاد پر میراث تقسیم فرمائی۔ اور بیوی کو کچھ نہ دیا۔ بلکہ ورثا کو حکم فرمایا کہ ترکۂ زوج سے ایک برس کامل اسے کھلائیں پہنائیں اور ابتداء اسلام میں عدت ایک سال کامل تھی۔ اور ورثا پر حرام تھا کہ وہ بیوۂ متوفی کو ایک سال تک اپنے گھر سے نکالیں اور اگر وہ خود نکل جائے تو ورثا سے نفقہ کا حکم ساقط ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ آیت میراث نے نفقۂ حول کو منسوخ کر دیا اور بیوی کا ربع اور ثمن حصہ مقرر کر کے عدت حول کو اربعۃ اشھر وعشرا سے منسوخ کیا۔ علاوہ ازیں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تو اس شخص کو جو ناسخ و منسوخ نہ جانتا ہو اپنی مسجد سے نکال دیا۔ اور حکم فرما دیا کہ ہماری مسجد میں کبھی یہ شخص بیان نہ کرے۔

سوال 63:- یہ روایت کس کتاب میں ہے؟

جواب:- علامہ میتہ اللہ اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ کے ص 5 پر اس قصہ کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور میں نے اپنے رسالہ (حدیث لا ادری کا بیان) میں صفحہ 33 پر اس بحث کو مفصل لکھا ہے اور اس روایت کو بھی نقل کر دیا ہے۔

سوال 64:- قرآن کی تمام باتیں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب:- بعض باتیں محکم ہیں وہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہیں بعض متشابہ ہیں ان کا

پورا مطلب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور متشابہ کی تلاش اور اس کے معنی کی جستجو وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔

سوال 65:- وحی اور خواب وغیرہ کے ذریعہ جو دل میں بات پیدا ہوتی ہے یہ تو اکثر بے دین لوگوں کو بھی ہوتی ہے۔ اس میں کیا فرق ہے؟

جواب:- وحی نبوت انبیاء کے لئے خاص ہے جو اسے غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے۔ اور نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے۔ اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں اور ولی۔ کے دل میں سوتے جاگتے کوئی بات القا ہوتی ہے اُس کو الہام کہتے ہیں اور وحی شیطانی جس کے القا کا تعلق شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ کاہن جادوگر اور کفار و فساق کو ہوتی ہے۔

سوال 66:- اگر کوئی نیک عمل کرے تو جس طرح ولی غوث قطب ہو جاتا ہے ایسے نبی بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ولایت کسبی ہوتی ہے مگر نبوت کسبی نہیں۔ انسان عبادت و ریاضت کرتے کرتے ولی بن سکتا ہے مگر نبوت محض عطاء الٰہی ہے جسے چاہا اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جسے اس منصب عظمیٰ پر متمکن فرمایا اس میں یہ اہلیت اول سے رکھی گئی تھی۔ کہ قبل حصول نبوت وہ تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور اخلاق حسنہ سے مزین رہا۔ اور جملہ مدارج ولایت طے کر چکا اور اپنی ہر حرکت و سکون میں ہر ایسی بات سے منزہ رہا جو باعث نفرت ہو اُسے ایسی عقل کامل عطا ہوئی۔ جو عام عقول سے بدرجہا زائد تھی۔ اس کے سامنے کوئی حکیم فلسفی کی عقل ان کی عقل کے کروڑویں حصہ کو نہ پہنچ سکی۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔ اور جو نبوت کو کسبی مانے اور کہے کہ انسان اپنی محنت و مجاہدہ سے یہ منصب

حاصل کر سکتا ہے یہ عقیدہ کفر ہے۔

سوال 67:--جس طرح بعض عابد و لی ہو کر راندہ درگاہ ہو گئے کیا نبی بھی ایسے ہو سکتے ہیں؟

جواب:-معاذ اللہ جو نبی سے منصب نبوت کا زوال جانے وہ کافر ہے۔

سوال 68:-اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی سے کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا؟

جواب:-جی ہاں نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے۔سوائے نبی اور فرشتہ کے اور کوئی معصوم نہیں۔

سوال 69:-اور یہ جو ائمہ معصوم کہلاتے ہیں یہ کیونکر؟

جواب:-اماموں کو انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی بلکہ بے دینی ہے۔

سوال 70:-عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے کیا معنی ہیں جو آپ نے کہا کہ انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔

جواب:-عصمتِ انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہو لیا جس کے باعث ان سے گناہ سرزد ہونا شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ اکابر اولیاء کے کہ اللہ انہیں بہ سبب ان کے ورع و تقویٰ اور تزکیہ کے محفوظ رکھتا ہے اُن سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو جائے تو محال بھی نہیں۔

سوال 71:-جو احکام اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کو دیئے اس میں اگر کوئی بھول جائے تو ماخوذ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب.-احکام تبلیغہ میں ابیاء سے بھول محال ہے اور جب بھول محال ہو تو مواخذہ کا سوال زائد ہے۔

سوال 72:-انبیاء کرام کے اجسام برص جذام ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں جو عام لوگوں کو ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام برص جذام وغیرہ امراض سے محفوظ رہنے ضروری ہیں جن سے تنفر پیدا ہو۔

سوال 73:- اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اپنے غیب پر بھی مطلع کیا ہے یا نہیں؟

جواب:- بیشک اپنے غیوب پر انبیاء علیہم السلام کو اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔

سوال 74:- تو گویا علم غیب میں انبیاء خدا کے برابر عالم غیب ہوئے؟

جواب:- ہر گز نہیں۔ اس لئے کہ یہ علم غیب جو انبیاء کو ہے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے علم غیب کو عطائی کہتے ہیں اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لئے محال ہے اس لئے کہ اس کی کوئی صفت اور کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں بلکہ ذاتی ہے۔

سوال 75:- بعض لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے متعلق غیب کی نفی کرتے ہیں وہ کیسے ہیں؟

جواب:- جو لوگ انبیاء وسید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق غیب کی نفی کرتے ہیں وہ اس آیہ کریمہ کے مصداق ہیں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ یعنی قرآن کریم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں۔

سوال 76:- یہ کس طرح ہے؟

جواب:- اس طرح کہ وہ قرآن کریم میں جو آیات نفی غیب کی ہیں جس سے مراد علم ذاتی کی نفی ہے انہیں پڑھتے ہیں اور ان آیتوں کو جن میں علوم غیب کا عطا کیا جانا ثابت ہے ان سے انکار کرتے ہیں حالانکہ انصاف وایمان یہ چاہتا تھا کہ دونوں آیتوں پر ایمان ہوتا دونوں کو مانا جاتا اور بقاعدہ اصول دونوں میں توفیق کی جاتی۔

سوال 77:- ایک آیت نفی علم کی اور ایک آیت اثبات کی دونوں میں موافقت کیونکر ممکن تھی؟

جواب:-اس طرح کی جاتی کہ آیات نفی علم ذاتی کی ہیں کہ وہ خاصہ الوہیت ہے اور آیات اثبات علم عطائی کی ہیں کہ یہ شایان شان انبیاء ہے اور منافی الوہیت۔

سوال 78:-صاحب! اس طرح تو وہ بھی مانتے ہیں۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہر ذرہ کا علم نبی کے لئے مانا جائے تو خالق ومخلوق کی مساوات لازم آئے گی۔

جواب:- یہ خیال خام اور جنون عوام ہے اس لئے کہ مساوات تو جب لازم آئے جب اللہ عزوجل کے لئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اس لئے کہ ذرات عالم متناہی ہیں اور علم الٰہی غیر متناہی ورنہ جہل لازم آئیگا۔ اور یہ محال ہے اس لئے کہ واجب تعالیٰ شانہٗ جہل سے پاک ہے اور پھر ذاتی وعطائی کا ایسا روشن فرق ہے کہ مساوات کا وہم بھی وہاں نہیں ہوتا اور اگر اس امتیاز کیساتھ بھی مساوات ہو جائے تو لازم آتا ہے کہ ممکن وواجب بھی معاذ اللہ مساوی ہو جائیں اس لئے کہ ممکن بھی موجود اور واجب بھی موجود اور وجود میں خالق ومخلوق کو برابر کہنا صریح کفر بلکہ کھلا شرک ہے۔ انبیاء کرام غیب کی خبر دینے تشریف لائے جنت دوزخ حشر ونشر عذاب وثواب غیب نہیں تو کیا ہیں ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ ایسی باتیں سنائیں سمجھائیں جن تک عقل وحواس انسانی کی رسائی نہ تھی اور اسی کا نام غیب ہے۔

سوال 79:-اولیاء اللہ کو بھی علم غیب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:-ہاں ہوتا ہے مگر واسطہ میں فرق ہے انبیاء کو من جانب اللہ اور اولیاء کو بواسطۂ انبیاء علیہم السلام عطا ہوتا ہے۔

سوال 80:-چند آیات جو نفی واثبات علم میں ہیں بتا دیجئے اور ان کا ترجمہ بھی سنا دیجئے؟

جواب:-نفی علم میں یہ آیتیں ہیں: فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ (یونس رکوع ۲) یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ غیب خدا کے لئے ہے۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہَ (نمل رکوع5) یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ آسمانوں میں اورزمین میں خدا کے سوا کوئی نہیں جس کوغیب کا علم ہو۔ ولا اعلم الغیب (انعام رکوع 5) اور میں غیب نہیں جانتا۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ہم اپنے برگزیدہ نبیوں کو اپنے غیب کی اطلاع دیتے ہیں اور انہیں اپنے غیب کا عالم بنا دیتے ہیں۔ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن رکوع 2) ہم عالم الغیب ہیں اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتے مگر جس کو نبیوں میں سے پسند کرلیں اس پر ظاہر کردیتے ہیں۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔اور نہیں اللہ کہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع فرمائے مگر اپنے نبیوں میں سے جس کو چاہے اس کے لئے چن لیتا ہے۔ یہاں اپنے تمام علم کے عطا فرمانے کو نبیوں میں سے مرتضٰی اور مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمارہا ہے۔ تو دونوں قسم کی آیات میں تطبیق یونہی ہوسکے گی کہ وہاں علم ذاتی کی نفی مانی جائے اور یہاں بعطاء تمام علوم حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم کئے جائیں۔ پھر تیسری جگہ ارشاد ہے کہ ہمارے علم کا ایک ذرہ بھی کوئی حاصل نہیں کر سکتا مگر جتنا ہم چاہیں اسے دیں اس میں نبی غیر نبی کی شرط نہیں بلکہ عام ارشاد ہے: وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۔تو اب سمجھ لیجئے کہ تینوں آیتوں میں تطبیق کیونکر ہوسکتی ہے اگر تیسری قسم کی آیت پر ایمان لاکر اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ جتنا جس کو چاہتا ہے علم دیتا ہے تو دو قسم کی پہلی آیتوں کے کیا معنی ہوں گے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ جن آیتوں میں نفی علم غیب ہے وہ بالذات کی ہے اور جن آیتوں میں مطلق علم کیساتھ اجتبیٰ ارتضٰی کی شرط ہے وہ علم کلی بعطاء الٰہی کی بابت ہے اور جن آیتوں میں بعض علوم کی عطا کا استثنا ہے وہ نبی غیر نبی کے لئے عام ہے۔

سوال 81:- کسی سچے نبی کی اگر اہانت کی جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:- نبی کی تعظیم فرض عین ہے بلکہ اصلِ تمام فرائض۔ کسی نبی کی ادنیٰ اہانت یا تکذیب کفر ہے۔

سوال 82:- قرآن کریم میں کتنے انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے اور جتنا ذکر قرآن کریم میں ہے اتنے ہی انبیاء علیہم السلام آئے یا اس کے علاوہ اور بھی آئے؟

جواب:- حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور تاجدار مدینہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت سے نبی مبعوث ہوئے جن کا علم اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور جن کا ذکر صریح قرآن مجید میں ہے وہ یہ ہیں:
۱-حضرت آدم، ۲-حضرت نوح، ۳-حضرت ابراہیم، ۴-حضرت اسمٰعیل، ۵-حضرت اسحٰق، ۶-حضرت یعقوب، ۷-حضرت یوسف، ۸-حضرت موسیٰ، ۹-حضرت ہارون، ۱۰-حضرت شعیب، ۱۱-حضرت لوط، ۱۲-حضرت ہود، ۱۳-حضرت داؤد، ۱۴-حضرت سلیمان، ۱۵-حضرت ایوب، ۱۶-حضرت زکریا، ۱۷-حضرت عیسیٰ، ۱۸-حضرت یحییٰ، ۱۹-حضرت الیاس، ۲۰-حضرت الیسع، ۲۱-حضرت یونس، ۲۲-حضرت ادریس، ۲۳-حضرت ذوالکفل، ۲۴-حضرت صالح، ۲۵-حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

سوال 83:- حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کس شان سے ہوئی اور انہیں کتنا علم دیا گیا؟

جواب:- آپ کو بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور خلیفہ بنایا اور تمام اسماء و مسمیات کا علم عطا فرمایا: ملائکہ کو حکم ہوا کہ انہیں سجدہ کریں سب نے سجدہ کیا۔ شیطان لعین جو از قسم جن تھا بوجہ غایت زہد و عبادت کے وہ ملائکہ میں شمار کیا جاتا تھا اس نے انکار کیا ہمیشہ کے لئے مردود بارگاہ کیا گیا۔

سوال 84:- حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی انسان تھا یا نہیں اور آدمی کیا

آپ کی ہی اولاد ہے؟

جواب:- آپ سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا اور جس قدر آدمی ہیں آپ کی ہی اولاد ہیں اور اسی وجہ سے آدمی کہلانے لگے۔ اور آدم علیہ السلام ابوالبشر کہلاتے ہیں۔

سوال 85:- سب سے پہلے نبی دنیا میں کون اور سب سے پہلے رسول کون آئے؟

جواب:- سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے پہلے رسول جو کفار پر مبعوث ہوئے نوح علیہ السلام ہیں۔

سوال 86:- کل انبیاء علیہم السلام کی کتنی تعداد ہے؟

جواب:- انبیاء علیہم السلام کی تعداد مقرر کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس معاملہ میں بہت سی خبریں ہیں اور بڑے اختلاف اور تعداد معین کرنے میں یہ نقصان ہے کہ اس تعداد سے جو نبی زائد ہوا اُن کا انکار لازم آئے گا اور اس تعداد سے اگر نبی کم ہوئے تو غیر نبی کو نبی ماننا پڑے گا اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

سوال 87:- پھر نبیوں پر بلا تعداد انبیاء علیہم السلام ایمان کس طرح رکھا جائے؟

جواب:- بایں اعتقاد کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال 88:- نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی کیا دلیل ہوسکتی ہے؟

جواب:- نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر مُحالات عادیہ کے ظاہر فرمانے کا ذمہ لیتا اور منکروں کو اس کے مثل کی طرف بلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دعویٰ کے مطابق امرِ محالِ عادی کو ظاہر فرما دیتا ہے۔ اور منکرین عاجز رہ جاتے ہیں۔ اسی کا نام معجزہ ہے۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ (اونٹنی) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور مادرزاد اندھے کوڑھی کو تندرست بنانا موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپوں کو نگل جانا خود سانپ بن جانا ید بیضا کا اظہار فرمانا اور ہمارے حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے بے گنتی معجزات ہیں۔

سوال 89:-مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعویٰ نبوت کیا اس کا یہ دعویٰ اس معیار پر صحیح اترا یا نہیں؟

جواب:-اوّل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی و رسول کا بمنصب نبوت رسالت آنا ہی ناممکن ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس کے علاوہ مرزا جی تو بیچارے اتنے مجبور محض تھے کہ ادعاء نبوت کیساتھ ساتھ معجزات کی طرف سے بھی اپنے معتقدین کے خیالات استعاری رنگ دے کر ہٹانے کی سعی کرتے کرتے مرے پھر کسی محال عادی کو اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر کرنا چہ معنی؟ اور یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ نبی کذاب دعویٰ نبوت کر کے کسی محال عادی کو اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر کر ہی نہیں سکتا۔ ورنہ جھوٹے اور سچے نبی میں فرق ہی کیا ہو سکتا ہے؟ حتیٰ کہ مرزا جی کی تو پیشگوئی بھی سچی نہ اُتری محمدی بیگم سے دنیا میں نکاح ہونے کی خبر کو بذریعہ وحی بتایا اور بڑے بڑے دعویٰ کئے لیکن نکاح نہ ہوا۔ پھر محال عادی کا دعویٰ کجا۔ وہاں سرے سے معجزے ہی کو اڑائے بن پڑی اور کہہ دیا کہ جانوروں کو پھونک دے کر زندہ کرنے کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ شعبدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

سوال 90:- نبی سے جس طرح معجزہ ظاہر ہوتا ہے ولی سے بھی ہوتا ہے اور عام مسلمانوں سے بھی بہت سی ایسی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں بلکہ کفار سے بھی اکثر ظہور میں آتی ہیں۔ کیا شریعت میں ان کے نام علیحدہ علیحدہ ہیں؟

جواب:- ہاں۔ نبی سے اکثر باتیں خلاف عادت قبل نبوت بھی ظاہر ہوتی ہیں اس کو ارہاص کہتے ہیں' اور جو بعد عطاء نبوت ہوں۔ اسے معجزہ۔ اور ولی سے جو خرق عادات سرزد ہوں اُسے کرامت کہتے ہیں اور صالحین سے جو ظہور میں آئیں اسے معونت اور فجار' بے دین یا کفار سے جو امور سرزد ہوں اس کو استدراج کہتے ہیں۔

سوال 91:-انبیاءعلیہم السلام کی موت اورعوام کی موت مساوی ہے یا ان میں فرق ہے؟

جواب:-عوام کی موت تو عوام کی۔ شہداء کی موت اور نبی کی موت میں بعد المشر قین ہے با آنکہ شہداء تمام زندہ ہوتے ہیں لیکن احکامِ موت کا صدور اُن پر ہوتا ہے۔ یعنی شہید کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ شہید کی بیوی بعد عدت چاہے جہاں نکاح کرسکتی ہے۔ برخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ ان پر تصدیق وعدہ الٰہی کے لئے ایک آن کی موت طاری ہوتی ہے پھر بدستور زندہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ ۔تمام انبیاء زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم کو کھائے انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ کھاتے پیتے ہیں۔ جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ ان کی حیات حیات شہداء سے بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی موت کے بعد ان کا ترکہ تقسیم نہ ہوگا۔ ان کی بیویاں اسی طرح دوسروں پر حرام رہتی ہیں جس طرح ان کی حیات میں تمام مسلمانوں کی مائیں تھیں۔ یہ عقیدہ تو ایسا تھا جس میں تمام انبیاء علیہم السلام شریک تھے اب بعض وہ امور ہیں جو خصوصیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہیں ان میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی شریک نہیں۔

خصائص مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

1- ہر نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوا، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان، جن، فرشتہ، ملائکہ، حیوانات، جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے۔

2- ہر نبی کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہوتا رہا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد جو کسی کو نبی مانے وہ کافر ہے۔

3- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ انس و جان حور و غلمان حیوانات جمادات تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔

4- اور انبیاء علیہم السلام کو جو کمالات اعزاز فرداً فرداً ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جامع ہیں تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے کمالات وہ ملے ہیں جن میں کوئی نبی شریک نہیں۔

5- دیگر انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ملا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ملا۔ بلکہ خود کمال کو اسی لئے کمال کہا گیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔

6- حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے فضل و کرم سے اپنے نفس و ذات میں کامل و اکمل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال کسی وصف کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس وصف کو کمال یوں حاصل ہوا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بن کر کمال کو پہنچا اور کامل مکمل ہوا۔

7- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل علا نے مرتبہ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا۔

8-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل و نظیر ہونا محال ہے جو کسی صفت خاص میں کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل بتائے گمراہ ہے یا کافر ہے۔

9-تمام مخلوق رضائے الٰہی کی جویا ہے مگر اللہ تعالیٰ طالب رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

10-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت سے وہ معراج کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان عرش و کرسی بلکہ بالائے عرش تک رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم تشریف لے گئے۔ اور وہ قرب حاصل ہوا کہ کسی بشر و ملک کو کبھی حاصل نہ ہوا اور جمالِ الٰہی جسمانی آنکھوں سے دیکھا اور کلامِ الٰہی بلا واسطہ سنا اور تمام ملکوت، سماوات اور ارض کو بالتفصیل ملاحظہ فرمایا۔

11-تمام مخلوق اولین و آخرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز مند ہے حتیٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی۔

12-قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کا منصب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے۔

13-جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بابِ شفاعت نہ فرمائیں علمِ شفاعت بلند نہ کریں کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہو۔

14-تمام شفاعت کرنے والے دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفارش کریں گے اور دربارِ الٰہی میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہوں گے۔

15-شفاعتِ کبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لئے ہوگی۔ کفار کے لئے شفاعت یہ کہ دُبدھا[1] میں جو جانوں پر بن رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اس کا فیصلہ ہو کر انہیں جہنم ملے اور اس انتظار سے نجات ملے گی جو سخت

---

[1] دُبدَھا-شک وشبہ، پس وپیش-۱۲

جاں گزار ہوگا اور اس انتظار کی بلا سے کفار کو جب نجات ملے گی تو اولین و آخرین موافقین ومخالفین مومنین و کافرین سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد کریں گے اس مقام کا نام مقام محمود ہوگا۔

16-سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات پاک ہے جو چار ارب نوے کروڑ امتیوں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے اور بہت سے وہ ہوں گے جو مستحق جہنم ہو چکے ہوں گے انہیں جہنم سے بچائیں گے اور بہت سے وہ ہوں گے جنہیں جہنم سے نکالیں گے اور اکثر وہ ہوں گے کہ ان کے استحقاق سے زائد انہیں مرتبہ عطا فرمائیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کی تخفیف عذاب کرائیں گے۔

سوال:-شفاعت کی کتنی قسمیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان میں سے کس شفاعت کا مرتبہ حاصل ہے؟

جواب:-شفاعت تین قسم کی ہے۔ شفاعت بالوجاہت' شفاعت بالمحبت شفاعت بالاذن۔ یہ تینوں قسم کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے۔ ان میں سے کسی کا انکار کرنا گمراہی ہے۔

18-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان اور مدار ایمان ہے جب تک ماں باپ اولاد تمام جہان سے آپ کی محبت زیادہ نہ ہو آدمی مومن نہیں ہوسکتا۔

19-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت عین طاعت الٰہی ہے اور طاعت الٰہی بغیر طاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناممکن ہے۔

20-فرض نماز میں اگر نمازی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے یاد فرمائیں۔تو نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہو اور کتنی ہی دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتا رہے بدستور نماز میں تسلیم کیا جائے گا اور اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔

21-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جزو ایمان ہے اور افعال تعظیمی بعد ایمان ہر فرض سے مقدم۔ چنانچہ حدیث شریف میں مولا علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کا عملی صورت میں فرائض پر عظمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو مقدم رکھنا ثابت ہے۔غزوۂ خیبر سے واپسی پر منزل صہبا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ کر مولا علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت عصر جا رہا ہے مگر اس خیال سے زانو نہ سرکایا۔ کہ خواب محبوب میں خلل آجائے گا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ جب چشم نرگسیں جو خوابِ ناز میں متحمل تھیں کھلیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی نماز قضا ہونے کا حال عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کیا ہوا آفتاب واپس آیا علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر پڑھی۔ پھر غروب ہوا تو اب سمجھ لیجئے کہ جب افضل عبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ یعنی عصر مولا علی کرم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پر قربان کر دی تو افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وادب ہوا یا کیا۔ درحقیقت وہ جانتے تھے کہ عبادتیں تو ہمیں ان کے صدقہ میں ملیں یہ ہیں تو ہزار عبادتیں مل جائیں گی یہ چھوٹ گئے تو خدا سے بُعد ہو جائے گا۔ اسی کی تائید واقعہ غار ثور میں ہے کہ غار میں پہلے صدیق رضی اللہ عنہ گئے اور اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سراغ بند فرمائے۔ ایک سوراخ باقی رہا تو اسمیں پاؤں کا انگوٹھا لگا دیا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مدتوں کا مشتاق زیارت رہتا تھا اس نے بوئے گیسوئے مشکیں کو جب اپنے مشام دماغ میں پایا بے چین ہوا۔ تمام سوراخ بند پا کر آخر اپنا سر صدیق رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے سے مَلا۔ آپ نے اس خیال سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں فرق نہ

آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخرش سانپ نے ڈس لیا تو صدیق رضی اللہ عنہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کے غم میں رونے لگے۔ آنسو چہرۂ انور پر گرتے ہی چشم مبارک کھلی آپ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن اقدس لگا دیا اور فوراً آرام ہو گیا۔ زہر اتر گیا۔ مگر ہر سال یہ زہر عود کرتا۔ بارہ برس کے بعد اسی زہر کے اثر سے شہادت پائی۔ شعر

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

22- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر جس طرح جب تھی اب بھی اسی طرح فرض ہے۔

23- جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آئے تو بکمال خشوع وخضوع باادب سنے اور نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھے اور نام پاک پر درود پڑھنا واجب ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ

24- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پکارے نام لے کر پکارنا منع ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قرآن کریم کا حکم ہے بلکہ القاب تعظیمی مثل یا نبی اللہ یارسول اللہ یا خیر خلق اللہ یا حبیب اللہ وغیرہ کہے۔

25- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر حکومت وتصرف ہے جو چاہیں کریں۔ جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہان ان کا محکوم وہ اپنے رب کے سوا

کسی کے محکوم نہیں۔

26-احکامِ شریعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں دیئے گئے جس پر جو چاہیں حرام فرمائیں جس کے لئے جو چاہیں حلال کریں۔فرض جس پر سے چاہیں معاف فرمادیں۔

27-سب سے پہلے مرتبۂ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔روزِ میثاق میں انبیاء علیہم اسلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت میں رہنے کا عہد لیا گیا۔

28-تمام انبیاء کرام علیہم السلام نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔اور انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی۔سب نے اپنے اپنے عہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں کام کیا۔

29-اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کا مظہر بنایا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام عالم کو منور کیا

كالشمس فے وسطالسماء ونورها

يغشى البلاد مشارقا و مغاربا

سوال:-یہ بات اور بتادیجئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئی ہیں ان کا ذکر تلاوت قرآن وروایت حدیث کے سوا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:-انبیاء کرام علیہم السلام کے معاملات میں کسی کو کسی قسم کی گفتگو کرنا حرام اور سخت حرام ہے غلاموں کو بڑی سرکاروں میں لب کشائی کی جرأت کرنا اپنی آخرت خراب کرنا ہے اللہ عزوجل انکا مالک ہے جس جگہ جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے وہ اس کے پیارے بندے ہیں۔اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔دوسرے کو کوئی منصب نہیں جو ان کے کلمات کو سند بنائے اور جو ان کے

متواضعانہ کلمات کو دہرائے اور ان کا اطلاق کرے وہ مردود بارگاہ ہے اس لئے کہ انبیاء کے وہ افعال جن کو لغزش سے تعبیر کیا جاتا ہے ہمارے لئے ہزار ہا حکم و مصالح پر مبنی ہیں۔ لاکھوں فوائد و برکات اُس میں مضمر ہیں۔ ایک لغزش آدم علیہ السلام کو دیکھ لو کہ اگر وہ نہ ہوتی جنت سے نہ اُترتے اور وہ جنت سے نہ اُترتے تو دنیا آباد نہ ہوتی اور جب دنیا ہی آباد نہ ہوتی تو رسولوں کے آنے کی حاجت ہی کیا تھی۔ کتب سماویہ کس کے لئے نازل ہوتیں نہ جہاد ہوتا نہ صدقہ نہ خیرات ہوتی نہ زکوٰۃ' نہ حج ہوتا نہ عمرہ نہ نماز ہوتی نہ روزہ۔ ان امور خیر کا فتح باب ایک لغزش آدم علیہ السلام کا نتیجہ مبارکہ ہے۔ غرضیکہ انبیاء تو انبیاء' صدیقین کی لغزشیں بھی ہمارے مقابلہ میں ہماری عبادتوں سے افضل ہیں۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔

سوال:- گناہ اور لغزش میں کیا فرق ہے؟

جواب:- گناہ میں عزم اور ارادہ ہوتا ہے اور لغزش میں سہواً بھول ہے۔

بیان ملائکہ

سوال:- ذات و صفات الٰہیہ اور مناصب نبوت و خصائص مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے بعد اس امر کا سمجھا دینا بھی ضروری ہے کہ ملائکہ کون ہیں اور کس قسم کے جسم رکھتے ہیں۔ ان کی طاقت قوت بشری سے کتنی زائد ہے؟

جواب:- فرشتے اجسام نوری سے مخلوق ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قوت دی ہے کہ جس شکل میں چاہیں آئیں اور انسانی شکل میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

سوال:- انہیں معصوم کس معنیٰ میں کہا جاتا ہے؟

جواب:- یہ وہی کرتے ہیں جو بارگاہ الٰہی سے انہیں حکم ہوتا ہے اس کے خلاف قصداً سہواً خطأً کر ہی نہیں سکتے۔ ہر قسم کے گناہ کبیرہ وصغیرہ سے منزہ اور پاک ہیں۔ قرآن کریم میں ان کی صفت ہی یوں ظاہر ہوئی۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ

وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۔یعنی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کے حکم کی اور وہی کرتے ہیں جو حکم دیئے جاتے ہیں۔

سوال:-ان کی خدمات کیا ہیں؟

جواب:-ان کو مختلف خدمتوں پر مامور کیا گیا ہے بعض وہ ہیں جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں وحی لاتے تھے۔کوئی پانی برسانے کی خدمت پر مامور ہے، کوئی ہوا چلانے پر کسی کے متعلق روزی پہنچانا ہے، کسی کے سپرد بطن مادری میں بچے کی صورت بنانا کوئی بدنِ انسان پر متصرف ہے کوئی انسان کو اس کے دشمنوں سے محفوظ رکھنے پر مامور ہے کسی کے ذمہ مجمع ذاکرین کی تلاش ہے کہ اس میں شرکت کریں، کسی کے متعلق نامۂ اعمال انسانی کا لکھنا ہے اور ایک کثیر تعداد ہے جس کے ذمہ دربار رسالت میں حاضر ہونا اور سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صبح سے شام تک درود بھیجنا ہے کوئی سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عامہ مسلمین کے صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر مامور ہے۔کوئی قبروں میں مردوں سے سوال کرنے کی خدمت انجام دیتا ہے کوئی قبض روح کی خدمت پوری کرتا ہے کوئی محض عذاب پہنچانے پر ہے کوئی صور لئے حکم کا منتظر ہے علاوہ ازیں بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

سوال:-کیا درود وسلام فرشتے پہنچاتے ہیں میں نے تو سنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ درد وخوان کی آواز ہم سنتے ہیں۔

جواب:-یہ بھی صحیح ہے لیکن بلغنی صوته حيث كان جو فرمایا ہے کہ درود خوان کی آواز ہمیں پہنچتی ہے وہ کہیں سے درود پڑھتا ہو اس کی تصریح دوسری حدیث میں فرمائی ہے جس میں ارشاد ہے اسمع صلوة اهل محبتي وتعرض على صلوة غيری ۔یعنی اہل محبت کا درود تو بذریعہ تارِ محبت ہم خود سنتے ہیں اور جو اغیار بغیر محبت ہم پر درود پڑھتے ہیں وہ بذریعہ ملائکہ دربانِ رسالت ہم پر پیش کئے جاتے

ہیں۔ یہاں بھی ممکن تو ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود مسموع بھی فرما لیتے ہیں اور ضابطہ پورا کرنے کو ملائکہ اپنی ڈیوٹی پر اُس درود کو پیش بھی کر دیتے ہیں۔

سوال:- جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود مسموع فرما چکے ہوں تو ملائکہ کا پیش کرنا تحصیل حاصل ہے۔

جواب:- بادشاہ اکثر امور سے خود واقف ہوتے ہیں۔ اور سی آئی ڈی کی اطلاع سے پہلے وہ حالات انہیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ مگر سی آئی ڈی یا محکمہ خبر رسانی کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ضرور ڈائری دیں۔ اسی طرح اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا علم ہو چکا ہو۔ مگر جو محکمہ اِس خدمت پر مامور ہے اُسے اپنا فرض منصبی ادا کرنا ضروری ہے۔

سوال:- ضمناً ایک سوال حاضر وناظر کے متعلق ہے اسے اور صاف کر دیجئے۔

جواب:- وہ کیا؟

سوال:- لفظ حاضر وناظر خدا کے لئے خاص ہے یا انبیاء وملائکہ وعامۂ اولیا کے لئے؟

جواب:- اللہ عزوجل کے لئے لفظ حاضر وناظر خاص نہیں بلکہ صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ اگر خدا کو یا حاضر یا ناظر کوئی پکارے تو اُس پر کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے گا اس لئے کہ تاویل کی گنجائش ہے اور یہ معنی بن سکتے ہیں یا عالم یا من یریٰ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ **ویاحاضر و یا ناظر لیس یکفر (قال الشامی قدس سره السامی علی قوله لیس یکفر) فان الحضور بمعنی العلم شائع مایکون من نجویٰ ثلثة الاهو رابعصم و النظر بمعنی الروية المیعلم بان الله یری فالمعنی یا عالم یا من یری** ۔ بزازیہ۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ لفظ حاضر وناظر کو رب العزت جل وعلا تبارک وتعالیٰ کے لئے استعمال کرنے والا کفر سے بچایا جائے گا۔ اس لئے کہ اس کی تاویل اہل علم میں **یا عالم یا من یریٰ** کے ساتھ ہو سکتی ہے اور جو چیز کفر نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آسکتا کہ پھر وہ جائز بھی ہو۔

اس لئے کہ تاویل کی وجہ سے کفر اٹھا تو ممکن ہے ناجائز رہا ہو یا مکروہ اور اقل درجہ خلاف اولیٰ۔ تو لازمی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حاضر اُسے کہتے ہیں جو مکان میں غائب اور غیر موجود ہو کر موجود ہو۔ اور ناظر وہ ہے جو مردمک چشم سے دیکھے اور ذات واجب تعالیٰ ان دونوں صفتوں سے منزہ ہے۔ وہ دیکھنے میں آنکھ اور مردمک چشم کا محتاج نہیں۔ اور واجب الوجود ہے اُس کا موجود ہونا ہر آن ہر لحہ ہر دقیقہ ضروری۔ اور جو صفت ایسی ہو جس سے اس کی صفت قدیمہ ازلیہ میں نقص آئے وہ اس کے لئے استعمال کرنا ممنوع۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ حاضر و ناظر بتاویل اگر کہا تو کہنے والا کافر نہ ہوگا۔ اور بلا تاویل معنی لغوی کے لحاظ سے کہا تو خوف کفر ہے۔ **تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَصِفُوْن**۔

سوال:- حاضر و ناظر کی تحقیق لغوی اور بتا دیجئے۔

جواب:- **حاضر حضرت مجلس القاضی و حضر الغائب حضور اقدم من غیبة** (مصباح المنیر) **حاضر، حضر شونده، منتهی الارب، والناظر السواد الاصغر من العین الذی یبصر به الا نسان شخصه** (مصباح المنیر) **والناظر السوداء فی العین او البصر بنفسه وعرق فی الانف دنیه ماء البصر** (قاموس اللغات) یعنی ناظر آنکھ ہے یا نقطہ سیاہ جو آنکھ میں ہے یا مطلق آنکھ یا وہ رگ جو ناک کے پاس ہے جس سے ماءِ بصر ہے۔ **والناظر فی المقلة السوداء الاصغر الذی فیه انسان العین** (مختار الصحاح لامام محمد بن ابوبکر رازی) مندرجہ بالا تحقیق سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حاضر و ناظر دونوں صفت انسانی ہیں۔ اور ذات واجب تعالیٰ شانہٗ ان صفات سے منزہ ہے بنابرایں بلا کسی تاویل کے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر خاصان حق کے لئے لفظ حاضر و ناظر کا استعمال قطعاً جائز اور واجب تعالیٰ شانہٗ ان صفات سے منزہ ہے بنابرایں بلا کسی تاویل کے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر خاصانِ حق کے

لئے لفظ حاضر و ناظر کا استعمال قطعاً جائز اور واجب تعالیٰ شانہ کے لئے بتاویل یا عالم یا من یری کفر نہیں۔ مگر اقل درجہ بہتر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہا جائے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم میں حکم ہے۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء حسنٰی ہیں ان کے ساتھ اسے پکارو۔ اسی وجہ میں مذہب اہلسنّت و جماعت یہی ہے کہ قرآن و حدیث میں جو اسماء مذکور ہیں۔ اُن کے سوا دوسرے نام سے اس ذات باری تعالیٰ کو نہیں پکارنا چاہئے۔ یا ان الفاظ کے ساتھ پکارا جائے جن میں بجز خوبی کے کوئی معنی منافی ذات وصفات نہ پائے جائیں جیسے یزدان۔ خدا۔

سوال:۔ فرشتہ مرد ہیں یا عورت یا دونوں ان میں بھی ہیں؟

جواب:۔ فرشتہ نہ مرد ہیں نہ عورت بلکہ ایک علیحدہ مخلوق ہیں۔

سوال:۔ انہیں قدیم ماننا یا خالق جاننا تو شاید اچھا نہ ہو؟

جواب:۔ جب مخلوق میں تو قدیم کیسے اور جب مخلوق ہیں تو خالق کہاں، بلکہ قدیم وخالق جاننے والا کافر ہوگا۔

سوال:۔ ان کی تعداد تو خدا ہی جانتا ہے۔ آپ پہلے بتا چکے ہیں۔ مگر چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ یہ کیسے فرشتے ہیں؟

جواب:۔ مشہور فرشتے حضرت جبرائیل و میکائیل و اسرافیل وعزرائیل علیہم السلام ہیں یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں اور جلیل القدر فرشتے ہیں۔

سوال:۔ یہ جو اکثر محاورہ میں کسی مخالف یا غصیل آدمی کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں عزرائیل آ گیا۔ یا ملک الموت آ گیا یہ کیسا ہے؟

جواب:۔ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے۔ اور یہ لفظ چونکہ مقام اہانت میں استعمال کیا گیا اور مبغوض یا دشمن کو دیکھ کر کہا گیا نہایت مذموم فعل بلکہ قریب بکلمۂ کفر ہے۔ ایسا نہیں چاہیئے۔

سوال:-بعض آزاد منش کہتے ہیں کہ فرشتہ اس قوت کا نام ہے جو نیکی کرائے باقی اصل میں کچھ نہیں۔ یہ کیسے لوگ ہیں؟

جواب:-انکارِ ملائکہ کفر ہے اور کسی قوت محض کا نام فرشتہ رکھنا یہ بھی کفر ہے۔

بیان اجنہ

سوال:-فرشتوں کی تحقیق کے بعد اب تھوڑی سی جن کی حقیقت بھی بتا دیں کہ ان میں کیا طاقت ہے اور یہ کس چیز سے پیدا کئے گئے ہیں؟

جواب:-قوم جن کی پیدائش آگ سے ہے۔ان میں بھی بعض کو یہ قوت ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں اور ان کے اندر مثل انسان توالد و تناسل ہوتا ہے کھاتے پیتے ہیں جیتے مرتے ہیں اور انسان کی طرح ذی عقل ہیں جسم ناری رکھتے ہیں اور ذی روح ہیں۔

سوال:-اور شیطان کون ہے؟

جواب:-اس قوم کے شریر شیطان کہلاتے ہیں۔

سوال:-کیا ان میں بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

جواب:-ہاں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی۔ بلکہ ان کے کافر بہ نسبت انسان کے بہت سخت اور تعداد میں زیادہ ہیں۔اور ان کے مسلمانوں میں نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ سُنی بھی ہیں اور بد مذہب بھی اور فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے ان میں زیادہ ہے۔

سوال:-ان کے وجود کا انکار کیسا ہے؟

جواب:-چونکہ ان کا وجود بھی قرآن سے ثابت ہے تو ان کا انکار قرآن سے انکار ہوا اور قرآن سے انکار کرنا کفر ہے۔

بیان عالم برزخ

سوال:- عالم برزخ کیا ہے اور اس جگہ ہمیں کب رہنا ہے؟

جواب:- دینا و آخرت کے مابین ایک اور عالم ہے اس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قبل از قیامت تمام جن وانس کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔

سوال:- برزخ کو دنیا کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

جواب:- جو بطن مادر کو دنیا کے ساتھ ہے۔

سوال:- کیا برزخ میں بھی آرام وتکلیف ہے

جواب:- ہاں جیسے دنیا میں کسی کو آرام ہے کسی کو تکلیف یہی برزخ کا حال ہے۔

سوال:- کیا مرنے کے وقت ہر شخص اسلام لے آتا ہے؟

جواب:- انسان کی مدت زندگی جب پوری ہو جاتی ہے تو حضرت عزرائیل قبض روح کو تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت اس شخص کے چاروں طرف منتہاء نظر تک اُسے فرشتے نظر آتے ہیں۔ اگر مسلمان ہے رحمت کے فرشتے۔ اگر کافر ہے تو عذاب کے۔ اس حالت سے حقانیت اسلام روز روشن کی طرح اس پر منکشف ہوتی ہے۔ مگر اُس وقت اگر توبہ کی جائے ایمان لایا جائے تو بیکار ہے۔ اس وقت کی توبہ معتبر نہیں۔ اس لئے کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ارشاد ہوا ہے۔ اور اس وقت یہاں تمام اشیاء کا مشاہدہ ہو گیا۔ فرعون لعین نے دعویٰ خدائی کیا اور جب لشکر موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں اپنا لشکر لے کر چلا اور دریائے نیل میں غرق ہونے لگا تو کہنے لگا۔ **امنت انه لااله الا الذی امنت بهی بنوا اسرائیل وانا من المسلمین** ۔یعنی میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ اور میں مسلمانوں میں

سے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے۔ **الا ن وقد عصیت قبل و کنت من المفسدین** ۔ کیا اب ایمان لاتا ہے اور اس سے پہلے سخت نافرمان رہا اور فساد کرنے والا۔ یہ اسی وجہ میں کہ غرق کے وقت جب ملائکہ عذاب نظر آ گئے اور تمام باتیں نظر آ گئیں تو ایمان لانا ہی تھا لیکن اس وقت باب توبہ مسدود ہوتا ہے اس وقت کا ایمان معتبر اور مفید للغفران نہیں ہوسکتا۔

سوال:- کیا مرنے کے بعد بھی بدن انسان سے روح تعلق رکھتی ہے؟

جواب:- اگرچہ روح بدن انسان سے جدا ہوگئی ہے لیکن اس کا تعلق بدن کے ساتھ اتنا ضرور باقی رہتا ہے کہ جو کچھ بدن پر گزرے روح اس سے متاثر ہو۔ جس طرح دنیوی زندگی میں الغمہ واطمعہ لذیذہ، شربیہ، سرد و گرم ہوائے سرد وتندان سب کا ورود جسم پر ہے۔ مگر اس کی راحت وکلفت روح محسوس کرتی ہے اس طرح ثواب، عذاب کے تمام معاملات جسم پر ہوتے ہیں لیکن روح اس کا اثر محسوس کرتی ہے۔

سوال:- مرنے کے بعد روح مومن کا خاص مقام کیا ہے؟

جواب:- مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقامات پر رہتی ہے۔ بعض کی روح قبر میں بعض کی زمزم شریف پر بعض روحیں آسمان و زمین کے مابین۔ بعض روحیں پہلے آسمان پر، بعض دوسرے پر، بعض ساتویں پر اور بعض ارواح طیبہ آسمانوں سے بھی بلند ہوتی ہیں۔ بعض ارواح زیر قنادیل عرش۔ بعض اعلیٰ علیین میں جاگزین ہوتی ہیں۔

سوال:- اگر یہ بات ہے تو وہی روحیں اپنے زائروں سے خبردار ہوتی ہوں گی جو قبر میں رہتی ہیں اور باقیوں کو تو کچھ خبر ہی نہ ہوتی ہوگی؟

جواب:- یہ بات نہیں ارواح کہیں ہوں اپنے جسم سے انہیں تعلق بدستور رہتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اُسے پہچانتی ہیں دیکھتی ہیں اس کی بات سنتی ہیں۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں۔ ان النفوس القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلی وتری وتسمع لکل کا المشاهد۔ بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ اذا مات المؤمن یخلی سربه یسرح حیث شآء۔ جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھولدی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ مسلمان کی قبر سے جب مسلمان گزرتا ہے اور سلام کرتا ہے تو صاحب قبر سلام کا جواب دیتا ہے اور اُسے پہچانتا ہے۔ مامن احدیمر بقیر اخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الاعرضه وردعلیه السلام۔ اور یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ بعد دفن دفنانے والوں کے واپس ہونے کا علم میت کو ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان المیت اذا وضع فی قبره انه یسمع خفق نعالهم اذا نصرفوا۔ پھر مولانا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "روح راقرب بُعد مکانی یکسان است۔"

تعریف ایمان

سوال:- ایمان کی کیا تعریف ہے؟

جواب:- ایمان کی تعریف یہ ہے۔ کہ بصدق دل اُن باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین میں داخل ہیں، جیسے اللہ کو ایک ماننا۔ انبیاء کی نبوت جنت و دوزخ حشر ونشر کی تصدیق کرنا۔ حضور سید النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اور یہ یقینی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

سوال:- کیا اعمال صالحہ کرنا جزو ایمان ہے؟

جواب:- اعمال جزو ایمان نہیں ہو سکتے۔

سوال:-تو یہ تعریف ایمان کی ہے اور اس کے لوازماتِ عمل کیا ہیں؟

جواب:-اصل ایمان تو تصدیق کا نام ہے باقی رہے عمل جن کا تعلق بدن سے ہے یہ ہرگز جزو ایمان نہیں۔

سوال:-تو پھر زبان سے اقرار یہ بھی ایک عمل بدنی ہے یہ کیوں کراتے ہیں؟

جواب:-تصدیق بالقلب کے ساتھ عنداللہ مومن کہلائے گا لیکن اقرار باللسان اس لئے ہے کہ ہمیں بھی معلوم ہو جائے کہ وہ مصدق توحید و رسالت ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک شخص دل سے تصدیق کر کے مومن ہو چکا جو اللہ کے نزدیک مومن ہے لیکن اس تصدیق کا اظہار نہ کر سکا تو بروئے شریعت دنیا میں وہ مومن نہیں سمجھا جائے گا۔اور اسی وجہ میں اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں گے اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفنائیں گے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک مومن تھا۔

سوال:-ایک شخص دل میں تصدیق کرتا ہے مگر زبان سے ایسی باتیں کہہ رہا ہے جو ضروریات دین کے خلاف ہیں اسے شرعاً کیا کہا جائے گا؟

جواب:-ایسی باتیں کیا معنی ایک بات اگر وہ زبان سے ایسی کہہ دے گا جو ضروریات دین کے خلاف تھی تو شریعت اسے مسلمان نہ مانے گی۔اگرچہ یہ بھی کہہ دے کہ میں صرف زبان سے یہ کہہ رہا ہوں اور آپ لوگوں کے سنانے کو انکار کر رہا ہوں مگر دل میں اِنکار نہیں۔جب بھی وہ مسلمان نہیں مانا جائے گا۔اس لئے کہ جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ خلاف شرع بات کرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔

سوال:-جبکہ وہ یہ بھی ظاہر کر رہا ہے کہ دل سے میں تصدیق کرتا ہوں۔مگر محض زبان سے انکار کر رہا ہوں پھر کیوں کافر کہا جائے گا؟

جواب:-ایک وجہ تو ہم بتا سکے۔دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام میں بغیر جبر سختی کے شرعی مسلمان کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت نہیں اور حق بھی یہی ہے کہ ایسی بات اسی کے

منہ سے نکلے گی جس کے دل میں وقعت اسلام نہ ہوگی' اور اگر ظلم و جبر سے اُسے کہنا پڑا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ۔ اور بلا اکراہ جس نے کہا۔ اس کے لئے ارشاد ہے: وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔

سوال:- اکراہ شرعی کیا ہے؟

جواب:- کوئی شخص کسی مسلمان کو کلمہ کفر کہنے پر اتنا مجبور کرے کہ نہ کہنے پر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے کی ایسی دھمکی دے کہ اُس مسلمان کو اس پر یقینِ موت یا انقطاع عضو ہو جائے تو یہ اکراہ و اجبار شرعی ہے۔ ایسی صورت میں وہ زبان سے کلمہ کفر کہنے پر بشرطیکہ مطمئن بالایمان دل ہو تو کفر لازم نہ آئے گا۔

ایمان و اعمال کا فرق

سوال:- جب اعمال داخل ایمان نہیں تو بعض عمل کرنے والا کافر کیوں ہو جاتا ہے؟

جواب:- عمل جوارح اگرچہ داخل ایمان نہیں مگر بعض عمل ایسے ہیں جن کے کرنے سے حکم کفر ضرور لگا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ قطعاً منافی ایمان ہوتے ہیں۔ جیسے چاند سورج کو سجدہ' یا بت کے آگے ڈنڈوت یا قتلِ نبی یا توہینِ نبی یا قرآن کریم یا کعبۃ اللہ شریف کی اہانت یا زبان سے کسی امر مسنون کی تحقیر و توہین۔ اور بعض اعمال وہ ہیں جن کے کرنے سے فقہا کے نزدیک کفر لازم آتا ہے اور کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے جیسے ہندوؤں کی سی چوٹی رکھنا ہندو کا سا قشقہ کھینچنا۔ جنیؤ ڈالنا ان افعال سے بھی تجدید ایمان لازمی ہے اور تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

سوال:- حلال چیز کو اگر کوئی حرام کہے اور حرام کو حلال بتائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:- جو حلال بہ نص قطعی ہے اُس کو حرام کہنے والا کافر ہے اور جو حرام ہے

اُس کو حلال کہنے والا بھی کافر۔ مگر اگر کہنے والا حکم قطعی سے ناواقف ہے تو اسے آگاہ کر دیا جائے اور آگاہ ہو کر بھی وہی خیال ظاہر کرے تو کافر ہے۔

سوال:- ڈاڑھی منڈانے والے، فاسق فاجر بے نمازی، زانی شرابی وغیرہ کبائر کے مرتکب شرعاً کافر ہیں یا نہیں؟

جواب:- یہ یاد رکھو آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر۔ تیسری صورت اس کی نوعیت عمل کے ساتھ ہے یعنی فاسق فاجر یہ عمل بد کی وجہ میں کہا گیا ہے مگر اسے مسلمان ضرور مانا جائے گا۔ زانی، شرابی، ڈاڑھی منڈانے والا اور مرتکب کبائر سخت گنہگار ہے مگر کافر نہیں اس لئے کہ وہ ان افعال کو برا سمجھ کر کر رہا ہے۔ اگر شراب، زنا، ترک نماز کو جائز سمجھ لے تو پھر کافر ہو جائے گا۔ معاذ اللہ۔

سوال:- تو پھر من ترك الصلوٰة متعمدًا فقد كفر کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- اس کے یہ معنی ہیں کہ جو نماز کے چھوڑنے کو گناہ نہ سمجھ کر چھوڑے اور ڈھٹائی کرے وہ کافر ہے۔

سوال:- متعمدًا کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- مستحلاً۔ یعنی نماز چھوڑ دینا جائز و حلال جانے۔

سوال:- بعض آدمیوں کے متعلق یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر، یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب:- بوجہ شبہ کے یا کسی کے اقوال ماؤل دیکھ کر اگر کہہ دیا جائے کہ اسے ہم نہ کافر کہہ سکتے ہیں نہ مسلمان۔ جیسے یزید پلید وغیرہ اگرچہ بعض اس طرف بھی گئے ہیں کہ یزید کے کافر ہونے اور جہنمی ہونے میں ہمیں تامل نہیں لیکن فقہا کا مسلک احتیاطی ہے اس وجہ سے یہ زیادہ اچھا ہے کہ اُسے عليه ما يستحقه کہا جائے اگرچہ علیہ اللعین کہنے پر بھی جرم نہیں۔

ایمان کے کم یا زیادہ ہونے کی تحقیق

سوال:-ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:-کمی زیادتی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار عرض طول حجم تعداد وغیرہ سے وابستہ ہو۔ اور ایمان اس امر سے بالکل علیحدہ ہے کیونکہ وہ ایک تصدیق ہے۔ اور تصدیق ایک حالت اذاعانیہ ہے۔ لہٰذا ایمان قابل زیادتی ونقصان نہیں۔

سوال:-بعض آیتیں تو بتاتی ہیں کہ ایمان گھٹ بڑھ جاتا ہے جیسے: وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔

جواب:-ہاں ہے۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی۔ جیسے زمانہ نزول قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ پھر جتنا قرآن کریم نازل ہوا اُس کی تصدیق کی اُس پر ایمان لائے پھر اور نازل ہوا تو اس پر بھی ایمان لائے تو مومن بہ اور مصدق بہ گھٹتا بڑھتا تھا نہ کہ نفس ایمان، ہاں یہ ضرور ہے کہ ایمان قابل شدت وضعف ہے۔ جو کیف کے عوارض ہیں۔ یعنی اس یقین میں شبہ پڑا ضعف آ گیا۔ اس یقین پر اطمینان بڑھا شدت آ گئی۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسے شدید الایمان ہیں کہ ان کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے ایمانوں پر غالب ہے۔

تقلید کس امر میں کی جاتی ہے؟

سوال:-عقائد میں ہم کس کے مقلد ہیں؟

جواب:-اصول عقائد میں تقلید نہیں بلکہ جو بات ہو قطعی اور یقینی ہو۔ خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو۔ اور اس یقین کے حصول کے لئے علم استدلال کی خصوصیت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں بعض فروع عقائد میں تقلید ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ عقائد میں اہلسنّت کے دو گروہ ہیں۔ ایک جماعت ماتریدی ہے جو علامہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی متبع ہے۔ اور دوسری جماعت اشعری ہے جو امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی تابع ہے۔

سوال:- تو ان دونوں میں اعتقادی اختلاف ہوگا؟

جواب:- نہیں محض فروع میں اختلاف ہے لیکن دونوں حق پر ہیں دونوں جماعت اہلسنّت کی ہیں۔ یہ اختلاف ایسا ہے جیسا حنفی شافعی کا ہے۔ اس میں کسی جماعت کو کسی جماعت کی تفیق و تضلیل (گمراہ یا بھٹکا ہوا کہنا) کا مجاز نہیں۔ باہم شیر و شکر ہیں۔

منافق کی تعریف

سوال:- منافق کسے کہتے ہیں اور نفاق کیا ہے اور آجکل منافق کس کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب:- کچھ لوگ زمانہ باکرامت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منافق کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کا کفر باطنی قرآن کریم نے بتایا۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ مَرَضُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ وغیرہ انہیں لوگوں کے لئے فرمایا گیا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وسعت علم سے ان کو پہچانا اور فرمایا کہ یہ یہ منافق ہے اور نفاق کی تعریف یہ ہے کہ زبان سے دعویٰ اسلام کیا جائے اور دل میں اُس سے انکار ہو اور یہ خالص کفر ہے اور ان کے لئے ہی ارشاد ہے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافقین کے لئے جہنم میں سب سے نیچا طبقہ ہے۔ زمانۂ حال میں کسی پر منافقیت کا الزام قطعی نہیں لگا سکتے۔ اس لئے کہ ہم دل چیر کر نہیں دیکھ سکتے کہ اس کے اندر کیا ہے؟ اگر کوئی زبان سے دعویٰ اسلام کر رہا ہے اور ضروریات دین میں اعتقاد ہمارا ہمنوا ہے ہم تو اُسے مسلمان ہی کہیں گے۔ ہاں ایک جماعت اس زمانہ میں ایسی پائی جاتی ہے جو بد مذہب ہے اور اپنے آپ کو مسلمان اور حنفی کہتی ہے اور ضروریات دین کے خلاف اس کا تعامل ہے یعنی توہین انبیاء علیہم

السلام کرنے والوں کی طرفدار ہے۔ اُن کے اقوال کفریہ اور الفاظ موہن کی تاویلات لایعنی کرتی ہے اور اپنے کو مسلمان کہتی ہے۔ ان میں علامات نفاق ضرور ہے۔

سوال:- کبائر کا مرتکب مسلمان تو ہوا کیونکہ آپ پہلے کہہ چکے ہیں لیکن کیا وہ جنت کا بھی مستحق ہے؟

جواب:- مرتکب کبائر جب مسلمان ہے تو اس کا جنت میں نہ جانا کیا معنی؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ اللہ چاہے تو محض اپنے فضل و کرم سے اس کی مغفرت فرما کر جنت عطا فرمادے یا سرکار محشر محبوب داور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت میں جائے یا اپنے کئے کی کچھ سزا پا کر جنت میں مقیم ابدی ہو یعنی یہ گنہگار بھی بعد دخول جنت جنت سے نکالا نہ جائے گا۔

تعریف شرکت

سوال:- شرک کے کیا معنی ہیں اور یہ کفر سے کم ہے یا زیادہ؟

جواب:- خدا کے سوا کسی کو واجب الوجود یا معبود جاننا۔ یا بالفاظ دیگر یوں سمجھو کہ الوہیت میں کسی غیر کو شریک کرنا یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس کے سوا کیسی ہی شدید کفر کی بات ہو وہ درحقیقت شرک نہ ہوگی۔

سوال:- کیا مشرک اور کافر کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے؟

جواب:- جی ہاں شریعت میں اہل کتاب بھی کافر ہیں اور مشرکین بھی کافر' لیکن دونوں کے حکم جدا جدا ہیں۔ کتابی کا ذبیحہ حلال' مشرک کا ذبیحہ مردار۔ کتابیہ سے نکاح ہوسکتا ہے مشرکہ سے نہیں۔

سوال:- یہی وجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لئے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ؟

جواب:- اگرچہ بدترین قسم کفر لے کر عدم غفران کی وعید فرمائی ہے لیکن اس کے

معنی دراصل یہی ہی ہیں کہ کسی کفر کے ساتھ جو کافر ہوا اُس کی مغفرت نہیں۔ برخلاف گنہگار کے کہ وہ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ میں داخل ہے یعنی جسے اللہ چاہے بخشے جسے چاہے نہ بخشے لیکن کفر کی سزا سے نجات تو دنیا میں توبہ کرنے کے بعد ہی ہوگی۔

سوال:- کافر کے لئے دعائے مغفرت جائز ہے یا نہیں؟ یا جیسے مسلمان کو بعد موت مرحوم و مغفور کہتے ہیں کافر کو بھی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- کافر اور مرتد کے لئے دعا مغفرت کرنیوالا اسے مرحوم و مغفور کہنے والا شرعاً کافر ہے۔

سوال:- اگر کافر مرا یا مرتد تو اُسے فی النار والسقر کہہ سکتے ہیں؟

جواب:- فی النار والقر اُن مشرکوں کو کہہ سکتے ہیں جن کے متعلق نص آ چکی ہے جیسے ابولہب وغیرہ۔ باقی اور کفار کی بابت چونکہ ہمیں اس کے خاتمہ کا علم نہیں کہ کفر پر ہوا یا ایمان پر۔ لہٰذا معاملات تمام وہی برتیں گے جو کافر کے ساتھ برتے جاتے ہیں یعنی نماز جنازہ نہ پڑھیں گے۔ کندھا نہ دیں گے کیفی نہ دیں گے۔ اپنے قبرستان میں مدفون نہ ہونے دیں گے۔ دعائے مغفرت نہ کریں گے اور کافر سمجھیں گے مگر یہ نہ کہیں گے کہ یہ جہنم میں گیا۔ اس کو خدا جانے اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح مسلمان کو بعد موت مسلمان ہی کہیں گے۔ جب تک اس سے کوئی بات خلاف ایمان قولاً یا فعلاً سرزد نہ ہوا اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی علم نہیں۔

بیان مداہنت فی الدین

سوال:- اگر کافر کو یا مرتد کو کافر یا مرتد کہنے سے کوئی اجتناب کرے اور کہے کہ مجھ سے تو اس کا وظیفہ نہیں پڑھا جاتا۔ میں تو اتنی دیر اللہ اللہ کرنے کو افضل سمجھتا ہوں۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:- بیشک کافر و مرتد کا وظیفہ پڑھنا بیکار ہے لیکن صلح کل بن جانا بھی بے

دینی ہے۔ یعنی جب پوچھا جائے فلاں نے یہ یہ لکھا۔ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے تو اس وقت مذہبی فرض ہے کہ اُس کے لئے جو حکم ہے وہ کہا جائے اور اگر اس وقت بھی وہ یہ ہی کہہ کر ٹالے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ بھی وہی ہے اور مرتد کے ارتداد پر اور کافر کے کفر پر پردہ ڈال رہا ہے۔

فہرست معہ تفصیل فرق ضالہ

سوال:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ نجات یافتہ ہوگی۔ باقی سب جہنمی کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب:۔ ہاں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **ستفترق امتی ثلثاو سبعین فرقة کلهم فی النار الاواحدة** ۔ جس کا وہی ترجمہ ہے جو آپ نے کیا۔

سوال:۔ اب بڑی مشکل یہ ہے کہ تہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجی کیسے جانا جائے ہر ایک فرقہ یہی کہتا ہے کہ ہم جنتی ہیں۔ کیا اس کی کوئی پہچان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے؟

جواب:۔ ہاں یہ سوال صحابہ کرام علیہم الرضوان کر چکے ہیں اور اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل چکا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: **من هم یارسول الله** ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ تو ارشاد ہوا۔ **ما انا علیه و اصحابی** جس پر ہم اور ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ یعنی جو ہمارے احکام کا پیرو ہے وہی ناجی ہے پھر اسے اور واضح کیا۔ کہ **وهی السو داد الاعظم**۔ وہ بڑی جماعت ہوگی۔ پھر حکم بھی فرمایا **علیم بالسواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار** ۔ بڑی جماعت کو لازم پکڑو جو اس سے علیحدہ ہوا جہنم میں علیحدہ ہوا۔

سوال :- اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بڑی جماعت کا کیا نام ہے؟

جواب :- اظہر من الشمس ہے کہ وہ گروہ وہ بڑی جماعت اہلسنّت و جماعت ہی ہے۔ اور یداللہ علی الجماعتہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ رحمتِ الٰہی جماعت پر ہے علاوہ اس کے بہت سی حدیثیں ہیں جو جماعت کی اتباع کا حکم کرتی ہیں اور قرآن کی آیہ مقدسہ تو صاف بتارہی ہے کہ گروہ قلیل متبع شیطان ہے اور گروہ کثیر پر فضل و رحمت الٰہی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ یعنی اے امت مرحومہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم پر اللہ کا فضل و رحمت نہ ہوتا تو تم سب کے سب پیرو شیطان ہو جاتے مگر تھوڑے۔ یعنی چونکہ اللہ کا فضل و رحمت ہے اس وجہ میں تمہاری اکثریت ناجی ہے اور اقلیت گمراہ۔ اور ایسی قلیل جماعت کی ٹکڑیوں سے بچنے کے لئے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ ۔ اپنے کو اُن سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں تمہیں وہ گمراہ نہ کردیں۔ کہیں تمہیں وہ فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

سوال :- اب یہ اور بتادیجئے کہ تہتر فرقوں میں سے اب تک کتنے فرقے پیدا ہو چکے ہیں؟

جواب :- اس کا قطعی فیصلہ تو مشکل ہے۔ نامعلوم کتنے پیدا ہو چکے ہیں اور کتنے پیدا ہوں گے۔ منجملہ اُن کے بہت سے فرقے تو وہ ہیں جو پاک و ہند میں ہیں اور بہت سے پاک و ہند میں نہیں ہیں دیگر ولایتوں میں ان کا وجود ہے۔

سوال :- ہمیں تو اُن سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو پاک و ہند میں ہیں جن کے فتنہ سے ہمیں بچنا اور اپنی اولاد کو بچانا ہے۔ وہی کم از کم بتادیجئے؟

جواب :- ایک فرقہ تو قریب قریب ہندوستان میں پیدا ہو کر ہندوستان سے مٹتا جارہا ہے جسے چکڑالوی (اہل قرآن) کہا جاتا ہے۔ دوسرا فرقہ جو آجکل تبلیغی صورت

میں بڑھ رہا ہے وہ قادیانی ہے۔ ایک غیر مقلدین کی جماعت ہے اسے پنجابی میں ''وہابی'' کہتے ہیں۔ اور ایک جماعت شیعہ کی ہے۔ ایک جماعت صوفیوں میں عرفانیہ ہے جو لاہور میں ہی پیدا ہوئی اور اب قریب قریب مٹ رہی ہے۔

بیان اہل قرآن

سوال:- ان کے عقائد اور اصول وخیالات مختصر اً بتادیں؟

جواب:- اہل قرآن پرویزی کا اصول تو یہ ہے کہ سوائے قرآن کریم کے ہمیں کسی حدیث وفقہ وتاریخ کی اتباع کی ضرورت نہیں جس کا حال چودہ سو برس پہلے مخبر صادق سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا۔ اور اس کا اصل مذہب اور اس کے موجد کا حلیہ بھی فرمادیا۔ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدُکُم مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَاْتِیْہِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اُمِرْتُ اَوْ نَہَیْتُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اِتَّبَعْنَاہُ ۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنبیہ فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو ایسا دیکھنا نہیں چاہتا کہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے پڑا ہوا اور جب میرا کوئی حکم اس کے پاس آئے جس میں میں نے کچھ کرنے کو کہا ہو یا کسی بات سے منع فرمایا ہو تو کہہ دے میں اس حکم کو نہیں مانتا جو کچھ قرآن پاک میں ہم نے پایا۔ اس کی پیروی کرلی۔ اہالیان لاہور سے سنا گیا ہے کہ مذہب اہل قرآن کا موجد لنگڑا تھا۔ یا اس کی ٹانگ میں زخم تھا وہ تکیہ لگائے پڑا رہتا تھا۔ پھر کمزوری اس مذہب میں اتنی ہے۔ کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کے صحیح معنی کرکے قانون شرعی پیش نہیں کرسکتے سوا اس کے کہ تو مطلقاً کہیں گے کہ زکوٰۃ دو اب اگر ان سے پوچھا جائے کہ زکوٰۃ کی مقدار قرآن سے ثابت کرو تو قیامت تک نہیں بتاسکتے۔ یہ مذہب گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اس سے بچنا' اپنی اولادوں کو بچانا ضروری ہے۔

انباء المصطفی

ذبح کا معنی
اور
مسئلہ درود

حضرت ضیاء الدین مدنی

علمائے شام